اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ ﷺ

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ ﷺ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ ﷺ

درود شریف کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔ (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اعلی حضرت کا ترانہ جب سنائے گا دیوانہ
سن کے سنی مچلتا رہے گا اعلی حضرت کا ڈنکا بجے گا
اعلی حضرت کا چرچا رہے گا
اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

آج کی نشست میں ہم بالعموم اس موضوع پر گفتگو کریں گے کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کا چرچا اور ذکر ان کے وفات کے بعد بھی کیوں باقی رہتا ہے؟ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کی منقبت، ان کی تعریف زمانہ کر رہا ہے؟ اور بالخصوص اس موضوع پر گفتگو کریں گے کہ اعلیٰ حضرت کا چرچا کیوں رہے گا؟ آخر کیا وجہ ہے؟ جس کو دیکھو وہی اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کر رہا ہے، منقبت رضا گنگنا رہا ہے، اور کہہ رہا ہے:

اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ، وزراء امراء دانشوران، بڑے بڑے تاج و تخت کے ممبران کا ذکر کوئی نہیں کرتا، ان کی قبروں پر کوئی نہیں جاتا، اور ادھر اولیائے کرام کو دیکھئے کہ ان کی مزاروں میں میلا لگا ہوا ہے۔

بادشاہوں کے مقبروں کا حال

شاہانِ ہند میں سے ایک جہانگیر بھی گزرا ہے، جس کے اشارے پر ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئے تھی، مگر جب مرا، تو آپ اس کے مقبرے کو دیکھ لیجئے، جہاں آج بھی حسرتیں برستی ہیں، رات کو تو وہاں اندھرا ہوتا ہی ہے، دن کو بھی وہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہیں ملتا، تاش کھیلنے والوں کی ٹولیاں تو ملیں گی، تمہیں وہاں لوگ گھومتے پھرتے تو نظر آئیں گے، لیکن تمہیں وہاں کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہوا نظر نہیں آئے گا، یہ ایسے شہنشاہ لوگ ہیں جن کے اشاروں پر ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئی تھی بلکہ جہاں گیر کی بیٹی زیب النساء نے ایک دیوان لکھا تھا اور اس کا ایک شعر اس کی قبر پر لکھا ہوا ہے:

بر مزارِ ما غریباں نے چراغِ نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

ہم اجڑے ہوئے کے مزاروں پر نہ ہی کوئی چراغ (جلتا) ہے اور نہ کوئی پھول (کھلتا) ہے،(اسی لیے) نہ ہی پروانہ اپنا پر جلاتا ہے اور نہ ہی بلبل کی کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ یعنی ہمارے مزار پر ویرانی اور حسرت و یاس کے سوا کچھ نہیں۔

اولیائے کرام کی مزاروں کا حال

یہ شہنشاہ، بادشاہ لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے، مگر ان گنبدوں کو بھی تو دیکھو جن کے لوح مزار پر لکھا ہے:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ارے مے نگسارو سویرے سویرے
خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے
کسی دن ادھر سے گزر کر تو دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

دن کو چلے جاؤ یا رات کو، کڑکتی دوپہر میں چلے جاؤ یا برستی بارش میں چلے جاؤ، چھٹی کا دن ہو یا ورکنگ ڈے ہو، وقت یا زمانہ کوئی بھی ہو، تمہارا جب بھی وہاں جانا ہو گا، لوگوں کے سروں کا سمندر نظر آئے گا۔

یہ فرق ہے دنیا دار اور دیندار میں، یہ فرق ہے شاہان اور اولیائے رحمان میں، کہ وہ مر کر مٹ گئے، اور یہ مر کر جی گئے۔

تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب ہیں

وفات کے بعد اولیائے کرام کے ذکر کے باقی رہنے کے کیا اسباب ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کے تذکرے ان کی وفات کے بعد بھی باقی ہیں؟ اس میں کون سا راز ہے؟

آج میں آپ کو وہ اسباب، وہ وجہ اور وہ راز بتاؤں گا جس کی وجہ سے اولیائے کرام کے تذکرے ہوتے نہیں بلکہ خوب ہوں گے چنانچہ:

پہلا سبب

(۱)۔۔۔پہلا سبب وہ جس کا تذکرہ بخاری و مسلم کی حدیث میں فرمانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت میں موجود ہے، چنانچہ:

اولیائے کرام کے چرچے زمین وآسمان میں

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو نِدا کی جاتی (فرمایا جاتا) ہے کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لٰہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانی مخلوق میں نِدا کرتے (فرماتے) ہیں کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لٰہذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دِلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۲/ ۳۸۲، حدیث: ۳۲۰۹)

صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا احب اللہ تعالٰی عبدًا۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۶۳۷، ص ۱۱۳۷، مفہومًا)

اللہ والوں کے تذکرے زمین پر ہی نہیں ہو رہے بلکہ آسمانوں میں بھی ہو رہے ہیں۔

محبت اور تعریف میں فرق ہے

اس حدیث کو سن کر اگر کوئی یہ کہے کہ ٹھیک ہے اولیائے کرام سے محبت کرنا اچھی چیز ہے، ان کی محبت مخلوق کے دل میں من جانب اللہ ڈالی جاتی ہے ہمیں تسلیم ہے، مگر لوگ ان کی تعریف کے پل باندھتے ہیں، ان کی تعریف بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، یہ تو درست نہیں ہے، محبت کرنا اور چیز ہے اور تعریف بیان کرنے میں مبالغہ کرنا اور چیز ہے، لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

اس اعتراض کا جواب بھی حدیث میں ہے، آیئے اور کنز العمال کی حدیثِ پاک سنئے:

لوگ اولیائے کرام کا چرچا کرنے لگتے ہیں

دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جو اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اللہ عزوجل اس کی پسندیدہ باتوں سے اس کے کانوں کو نہ بھر دے، اگر کوئی بندہ ستر مکانات (یعنی ایک مکان کے اندر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ ۷۰) کے اندر اللہ عزوجل سے ڈرے جبکہ ہر مکان کا دروازہ لوہے کا ہو تو اللہ عزوجل اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگتے ہیں اور زیادتی سے کام لیتے ہیں۔" (یعنی اس کی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں) صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ "وہ (کسی کے عمل میں) زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟" تو شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "یقیناً متقی اگر اپنے پوشیدہ عمل میں اضافہ کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور کرتا۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۶، ج ۳، ص ۱۴)

تبھی تو ہم گنگناتے ہیں

یہ ہے وہ سبب جس کی وجہ سے مخلوق اولیائے کاملین کا تذکرۂ دلنشین کرتی ہی نہیں بلکہ خوب کرتی ہے، کثرت سے کرتی ہے، اور کرتی رہے گی، تبھی تو ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اعلیٰ حضرت کا ترانہ جب سنائے گا دیوانہ
سن کے سنی مچلتا رہے گا اعلیٰ حضرت کا ڈنکا بجے گا
اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

دوسرا سبب

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ اولیائے کرام ذاتِ رسول ﷺ میں فنا ہو جاتے ہیں، فنا فی الرسول کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں، اپنے تن، من اور دھن سب کچھ مصطفی ﷺ پر قربان کر دیتے ہیں ان کا اپنا کچھ باقی ہی نہیں رہتا، ان کا جینا مرنا مصطفی ﷺ کے لئے ہوتا ہے، اور جو مصطفی ﷺ کی ذات پر فنا ہو جاتا ہے اسے بقا مل جاتی ہے، جس طرح مصطفی ﷺ کا ذکر ہمیشہ رہے گا، اسی کے فیضان سے ان کا بھی ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا، نسبت جو انہیں مصطفی ﷺ سے ہو گئی ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے نعتیہ دیوان ''دیوانِ سالک'' میں لکھتے ہیں:

تیری ذات میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے
وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس شعر میں یہ فرما رہے ہیں کہ جو مصطفی ﷺ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے، اور نو کے عدد کو جو بھی عدد مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے، مثلاً:

کل عدد نو ہیں: ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ اور یہی سارے اعداد کی اصل ہیں، دہائی بنانی ہے انہیں سے بنے گی، سیکڑا بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، ہزار بنانا ہے انہیں سے بنے گا، لاکھ، کروڑ عرب جو بھی بنائیں انہیں اعداد سے بنیں گے، ان کے علاوہ کوئی اور عدد آپ نہیں لاسکتے۔

جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا

اب ان اعداد میں سے جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا وہ خود مٹ جائے گا، کیسے ؟ وہ ایسے کہ جب ایک نو کے سامنے آیا اور اپنی ساری طاقت و قوت نو کے سامنے رکھا، اور اپنے سے نو کو تولنا چاہا، اور جب آپ نے نو میں ایک کو گھٹایا تو نو میں صرف اتنا فرق آیا کہ وہ نو سے آٹھ بن گیا، اسی طرح دو کو، پھر تین کو، چار کو ، پانچ کو، چھ کو، سات کو، آٹھ کو، نو میں گھٹایئے تو نو بالکلیہ ختم نہیں ہوگا بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ وجود باقی رہے گا مثلاً:

(9-1=8) (9-2=7) (9-3=6) (9-4=5)

(9-5=4) (9-6=3) (9-7=2) (9-8=1)

لہذا نو کو کوئی بھی عدد نہ مٹا سکا۔

اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو

اب اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو صرف مٹا ہی نہیں دے گا بلکہ ملکِ وجود سے ملکِ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچا دے گا، مثلاً ایک میں نو کو گھٹایئے تو منفی آٹھ بچے گا، پس نو نے ایک کو عدم کے آٹھ پردوں کے پیچھے پہنچا دیا، اسی طرح دو کو عدم کے سات پردوں کے پیچھے، تین کو چھ پردوں کے پیچھے، چار کو پانچ پردوں کے پیچھے، پانچ کو چار پردوں کے پیچھے، چھ کو تین پردوں کے پیچھے، سات کو دو پردوں کے پیچھے، اور آٹھ کو ایک پردے کے پیچھے پہنچا دیا، مثال نقشے میں ملاحظہ کیجئے:

(1-9=-8) (2-9=-7) (3-9=-6) (4-9=-5)

(8-9=-1) (7-9=-2) (6-9=-3) (5-9=-4)

اسی لئے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

پس اولیائے کرام ذاتِ مصطفی ﷺ میں فنا ہو کر نو کے عدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کہ پھر انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی لئے مخلوق ان کا عرس مناتی ہے اور مناتی رہے گی، ان کی شان بیان کرتی ہے اور کرتی رہے گی، منقبت پڑھتی ہے اور پڑھتی رہے گی، اعلی حضرت کا چرچا کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔

اس کا وہی انجام و حشر ہوگا

اب اگر کوئی اولیائے کرام کے ذکر کو مٹانے کی کوشش کرے گا، ان سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا، ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا، تو اس کا وہی انجام و حشر ہوگا جو دیگر اعداد کا ہوا، وہ خود مٹ جائے گا، اس کا ذکر مٹ جائے گا، صرف مٹ ہی نہیں جائے گا، بلکہ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچ جائے گا، اور وہاں سے ملکِ وجود تک پہنچنے میں کافی وقت لگا جائے گا۔

جو عدد نو سے مقابلہ نہیں کرتا وہی اچھا رہتا ہے، اگرچہ اس میں کوئی فضیلت پیدا نہیں ہوئی مگر کچھ نقصان بھی تو نہیں ہوا۔

دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے

پس اسی طرح جو اہل اللہ سے نہیں ٹکراتا، ان سے مقابلہ نہیں کرتا، وہ دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے، اور جو اہل اللہ سے ٹکراجاتا ہے، ان سے مقابلہ کرتا ہے، ان سے لڑائی کرتا ہے، تو اس کا وہی انجام و حشر ہوتا ہے جو باقی اعداد کا نو سے مقابلہ کرنے کے بعد ہوتا ہے، اور یہی نہیں بلکہ اس سے تو اللہ عزوجل بھی اعلانِ جنگ فرمادیتا ہے، چنانچہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک میں ہے:

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی

سیِّدُ المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :"جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا، میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ احکام کی بجاآوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ص ۵۴۵)

اولیاء پر رب کی کیسی نوازشات ہیں

اللہ اکبر! کیسی عطائیں ہیں اولیاء پر رب عزوجل کی، کیسی نوازشات ہیں اولیاء پر رب عزوجل کی، تبھی تو ہم اولیائے کرام سے محبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

ہم کو سارے اولیاء سے پیار ہے
اِن شاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

نو کے عدد کی عجیب باتیں

اب آگے سنئیے نو کے عدد میں چار باتیں عجیب ہیں:

پہلی عجیب بات

پہلی بات: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ۹ بنیں گے۔ مثلاً:

(1+8=9) (2+7=9) (3+6=9) (4+5=9)

دوسری عجیب بات

دوسری بات: یہ کہ سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا:

(9*1=9) (9*2=18) (9*3=27) (9*4=36) (9*5=45)

(9*6=54) (9*7=63) (9*8=72) (9*9=81) (9*10=90)

پس حاصلِ ضرب کو آپس میں ملائیں تو نو ہی آئے گا مثلاً: ۱۸ میں ایک اور آٹھ ہے، آٹھ اور ایک نو، ۲۷ میں دو اور سات ہے، دو اور سات نو، ۳۶ میں تین اور چھ ہے، تین اور چھ نو، ۴۵ میں چار اور پانچ ہے، چار اور پانچ نو، ۵۴ میں پانچ اور چار ہے، پانچ اور چار نو، ۶۳ میں چھ اور تین ہے، چھ اور تین نو، ۷۲ میں سات اور دو ہے، سات اور دو نو، ۸۱ میں آٹھ اور ایک ہے، آٹھ اور ایک نو، ۹۰ میں نو ہے ہی۔

تیسری عجیب بات

تیسری بات: اسی طرح جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے اور اس میں آنے والے عددوں کو ملائیں گے تو جواب نو ہی آئے گا مثلاً ۱۲ نویں ۱۰۸، 1+8=9۔ ۱۳ نویں، ۱۱۷، 1+1+7=9 سات ۱۴ نویں ۱۲۶، 1+2+6=9۔ جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے سب میں ۹ بنیں گے۔

چوتھی عجیب بات

چوتھی بات: نو کا عدد کسی عدد کے اندر نہیں مگر سب عدد نو کے اندر ہیں، نو میں آتھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے۔ لیکن ایک میں نو نہیں ہے، دو میں نو نہیں ہے، تین میں نو نہیں ہے، چار میں نو نہیں ہے، پانچ میں نو نہیں ہے، چھ میں نو نہیں ہے، سات میں نو نہیں ہے، آٹھ میں نو نہیں ہے۔

ایک سے آٹھ تک دنیا اور ومافیہا ہیں

اور ایک سے آٹھ تک دنیا اور ومافیہا ہیں، پس جب ولی ذاتِ مصطفی ﷺ میں فنا ہو کر نو کا عدد بن گیا تو اس کے اندر دنیا ومافیہا آ گیا، اب اگر کسی کو دنیا کی کوئی چیز لینی ہے ولی کے پاس آ وَان سے ملے گی، کہ جس طرح نو کے پاس آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے، اسی طرح ولی کے پاس اولاد بھی ہے، دولت بھی ہے ثروت بھی ہے، حکومت بھی ہے، صدارت بھی ہے، وزارت بھی ہے، اقتدار بھی ہے، افتخار بھی ہے۔

اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے

اعلی حضرت نے جب اپنے آپ کو مصطفی ﷺ کی ذات میں فنا کر دیا تو نو کے عدد بن گئے، پس اعلی حضرت کے کے پاس دنیا بھی ہے اور دنیا کے تمام علوم بھی، کسی نے کہا اعلی حضرت کے پاس ۵۵ علوم تھے، کسی نے کہا ۱۰۵ علوم تھے، کسی نے کہا ۵۶۲ علوم تھے، اب مجھے کہہ لینے دیجئے نہ ۵۵، نہ ۱۰۵، نہ ۵۶۲ بلکہ حق یہ ہے کہ دنیا میں جتنے علوم بنے اور بنائے جائیں گے، وہ سب اعلی حضرت کے پاس ہیں:

(۱) علم القرآن اعلی حضرت کے پاس۔
(۲) قرأت اعلی حضرت کے پاس۔
(۳) تجوید اعلی حضرت کے پاس۔
(۴) تفسیر اعلی حضرت کے پاس۔
(۵) علم حدیث اعلی حضرت کے پاس۔
(۶) تخریج اعلی حضرت کے پاس۔
(۷) فقہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۸) علم الکلام اعلی حضرت کے پاس۔
(۹) علم العقائد اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۰) علم البیان اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۱) علم المعانی اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۲) علم المناظرہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۳) فتویٰ نویسی اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۴) سیرت نگاری اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۵) فلسفہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۶) منطق اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۷) تنقیدات اعلی حضرت کے پاس۔
(۱۸) فضائل ومناقب اعلی حضرت کے پاس۔

(۱۹)ادب اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۰)شاعری اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۱)نثر نگاری اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۲)حاشیہ نگاری اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۳)اسماء الرجال اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۴)علم الاخلاق اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۵)روحانیت اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۶)تصوف اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۷)سلوک اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۸)تاریخ وسیر اعلی حضرت کے پاس۔
(۲۹)جدول اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۰)صرف و نحو اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۱)بدیع اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۲)علم الانساب اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۳)علم الفرائض اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۴)ردات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۵)پند و نصائح اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۶)مکتوبات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۷)ملفوظات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۸)خطبات اعلی حضرت کے پاس۔
(۳۹)جغرافیہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۰)تجارت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۱)شماریات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۲)صوتیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۳)مالیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۴)اقتصادیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۵)معاشرت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۶)طبعیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۷)معاشیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۸)ہیئت اعلی حضرت کے پاس۔
(۴۹)کیمیا اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۰)معدنیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۱)فلکیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۲)نجوم اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۳)جفر اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۴)ارضیات اعلی حضرت کے پاس۔

(۵۵) تعلیم و تعلم اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۶) علم الحساب اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۷) زیجات اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۸) زائرچہ اعلی حضرت کے پاس۔
(۵۹) تعویذات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۰) طب اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۱) ادویات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۲) لسانیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۳) رسم الخط اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۴) جرح و تعدیل اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۵) ورد و اذکار اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۶) ایمانیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۷) تکسیر اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۸) توقیت اعلی حضرت کے پاس۔
(۶۹) اوفاق اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۰) علم ریاضی اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۱) بنکاری اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۲) زراعت اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۳) تاریخ گوئی اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۴) سیاسیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۵) علم الاوقات اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۶) ردِّ موسیقی اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۷) قانون اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۸) تشریحات اعلی حضرت کے پاس۔
(۷۹) تحقیقات اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۰) علم الادیان اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۱) ماحولیات اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۲) علم الایام اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۳) تعبیر اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۴) عروض و قوانی اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۵) علم البر والبحر اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۶) علم الاوزان اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۷) حکمت اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۸) نقد و نظر اعلی حضرت کے پاس۔
(۸۹) تعلیقات اعلی حضرت کے پاس۔
(۹۰) موسمیات اعلی حضرت کے پاس۔

(۹۱)شہریات اعلی حضرت کے پاس۔ (۹۲)علم المناظر اعلی حضرت کے پاس۔

(۹۳)نفسیات اعلی حضرت کے پاس۔ (۹۴)صحافت اعلی حضرت کے پاس۔

(۹۵)علم الاموال اعلی حضرت کے پاس۔ (۹۶)عملیات اعلی حضرت کے پاس۔

(۹۷)علم الاحکام اعلی حضرت کے پاس۔ (۹۸)علم النور اعلی حضرت کے پاس۔

(۹۹)مابعد الطبعیات اعلی حضرت کے پاس۔ (۱۰۰)عمرانیات اعلی حضرت کے پاس۔

(۱۰۱)علمِ رمل اعلی حضرت کے پاس۔ (۱۰۲)لغت اعلی حضرت کے پاس۔

(۱۰۳)استعارہ: اعلی حضرت کے پاس۔ (۱۰۴)حیاتیات: اعلی حضرت کے پاس۔

(۱۰۵)نباتات: اعلی حضرت کے پاس۔

بلکہ حق تو یہ ہے کہ اعلی حضرت علوم کی مشین تھے، جس میں کسی بھی عِلْم کا سُوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے، چند منٹ کے بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے، چنانچہ:

بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مجھے ایسی مشین عطا ہوئی ہے

ایک دفعہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد ہدایت رسول رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ اور دیگر علمائے کرام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، دنیا کی مشینریوں کی ایجاد کا تذکرہ ہو رہا تھا، اُس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: اللہ(پاک) کے فضل سے بارگاہِ مُصْطَفٰے سے مجھے ایسی مشین عطا ہوئی ہے، جس میں کسی بھی عِلْم کا سُوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے، چند منٹ کے بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔ مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے عرض کی: حضور وہ مشین (Machine) مجھے بھی دکھا دیجئے۔ تو امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: پھر کسی موقع پر دیکھ لیجئے گا لیکن انہوں نے قدموں کو پکڑ لیا اور مچل گئے کہ حضور! ہم تو اس مشین کو ابھی دیکھیں گے۔ تو آپ

نے اپنے سامنے کے بٹن کھول دیئے اور اپنے سینۂ انور کی زیارت کروائی پھر فرمایا: یہ وہ مشین ہے، جس کے بارے میں، میں نے کہا تھا، شاہ ہدایت رسول صاحب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے سینۂ انور کو چُومتے تھے اور فرماتے تھے: صَدَقْتَ یَا وَارِثَ عُلُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَیَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی اے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علوم کے وارث اور اُن کے نائب! آپ نے سچ کہا۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص۸۷ ملخصًا)

اعلیٰ حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل

اور رہی بات اعلیٰ حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی، تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے حُضورِ تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اِطاعت و غُلامی کو دل و جان سے قبول کرلیا تھا۔ اور اس میں مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اس کا اظہار آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے ایک شِعر میں اِس طرح فرمایا:

اِنہیں جانا اِنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

حُکّام کی خُوشامد سے اِجتِناب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے کبھی کسی دُنیوی تاجدار کی خوشامد کے لیے قصیدہ نہیں لکھا، حُکّام کی خُوشامد سے اِجتِناب فرماتے۔ ایک مرتبہ رِیاست نان پارہ (ضِلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مَدح (یعنی تعریف) میں شُعَرا نے قصائد لکھے۔ کچھ لوگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ سے بھی گزارِش کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحِب کی مَدح (تعریف) میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مَطلَع یہ ہے:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گُمانِ نَقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شَمع ہے کہ دُھواں نہیں

اپنے آقا ﷺ کے عشق میں ایسے فنا تھے

اپنے آقا و مولی کے عشق میں ایسے فنا تھے کہ آپ کا تن من دھن، دل جگر، ہوش و خرد سب آقا ﷺ کے دربار میں حاضر رہتا تھا، خود فرماتے ہیں:

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

پھر خود ہی کہتے ہیں:

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

انداز ہی الگ تھا، جو بیان کرنے کے قابل نہیں ہے، کیفیت ہی کمال کی ہے، جس کا جواب ہی نہیں ہے۔

اور اگلے مقام پر خود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

جان و دل ہوش و خِرَد سب تو مَدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

ہر وقت نبی ﷺ کی ثناء

ہر وقت نبی ﷺ کی باتیں، ہر لمحے انہیں کی یادیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ:

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اور ساری زندگی مصطفی ﷺ کی تعریف و توصیف میں گزار دی، اور مدحتِ مصطفی ﷺ میں رطب اللسان رہے، کبھی مصطفی ﷺ کی تعریف میں عرض کرتے ہیں:

سرور کہوں کہ مالک و مَولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اور وجد میں آکر بار گاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کائنات اور اس میں بسنے والی تمام اشیا کو آپ ہی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے، ہماری زبانیں، ہماری زندگیاں، ہمارا اس دنیا میں آنا سب آپ ہی کے کرم کا صدقہ ہے اور بروزِ محشر بھی (اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ) آپ ہی کی شانِ یکتائی دیکھنے کیلئے اُٹھیں گے۔

دَہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لِوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لئے

اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کر دے

میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی میرے دل کے دو ٹکڑے کردے تو ایک پر لَآ اِلٰہ اَلَّا اللہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُول اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) لکھا ہوا پائے گا۔ (سوانح امام احمد رضا ص۹۶ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

تاجدارِ اہلسنّت، شہزادئہ اعلیٰ حضرت حُضُور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان "سامانِ بخشش" میں فرماتے ہیں:

خدا ایک پر ہو تو اِک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

اعلی حضرت واقعی میں فنا فی الرسول تھے

مَشائخِ زمانہ کی نظروں میں آپ رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ واقعی فَنا فِی الرَّسُول تھے۔ اکثر فِراقِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں غمگین رہتے اور سَرد آہیں بھرا کرتے۔ پیشہ وَر گستاخوں کی گُستاخانہ عبارات کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جَھڑی لگ جاتی اور پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رَدّ کرتے تاکہ وہ جھنجھلا کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ کو بُرا کہنا اور لکھنا شُروع کردیں۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ اکثر اس پر فَخر کیا کرتے کہ باری تعالیٰ نے اِس دَور میں مجھے ناموسِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے ڈھال بنایا ہے۔ طریقِ استِعمال یہ ہے کہ بدگویوں کا سختی اور تیز کلامی سے رَد کرتا ہوں کہ اِس طرح وہ مجھے بُرا بھلا کہنے میں مصروف ہو جائیں۔ اُس وَقت تک کیلئے آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔ حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فِدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن محفلِ میلاد شریف میں ذِکرِ ولادت شریف کے وَقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخِر تک اَدَباً دوزانو بیٹھے رہتے۔ یوں ہی وَعظ فرماتے، چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی مِنبر شریف پر رہتے۔

(ایضاً ص ۱۱۹، حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۹۸)

کاش! ہم غلامانِ اعلیٰ حضرت کو بھی تِلاوت قراٰن کرتے یا سنتے وَقت نیز اجتِماعِ ذکر و نعت، سنّتوں بھرے اجتِماعات، مَدَنی مذاکرات، درس ومَدَنی حلقوں وغیرہ میں اَدَباً دوزانو بیٹھنے کی سعادت مل جائے۔

سونے کا مُنفَرِد انداز

سوتے وَقت ہاتھ کے اَنگوٹھے کو شہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تاکہ اُنگلیوں سے لفظ اللہ بن جائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ پَیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی (یعنی سیدھی) کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے، اِس طرح جسم سے لفظ اللہ بن جاتا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۹۹ وغیرہ) یہ ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چاہنے والوں اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سچّے عاشقوں کی ادائیں

نامِ خُدا ہے ہاتھ میں نامِ نبی ہے ذات میں
مُہرِ غُلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

اللہ الرحمٰن، کی بارگاہِ عالیشان، میں بندۂ ناقص و ناتمام، بعجز و احترام، بواسطۂ سرورِ ذیشان، عرض گزار ہے کہ ربِّ کریم ہمیں نارِ جحیم، سے نجات عطا کرے، اور اولیائے کاملین کی غلامئ دلنشین میں استقامت عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّم

تاریخ اجراء

29 Sep 2021

بروز بدھ

خطیب

ابو میمونہ محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری